السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ آج سے چھتیس سال پہلے ایک عورت کا نکاح ایک شخص سے ہوا جواب عرصہ تیرہ سے لاپتہ ہے ۔ بہت تلاش کے باوجود نہیں مل سکا ۔ نہ تو اس نے حق زوجیت ادا کیا اور نہ ہی نان ونفقہ کا کفیل ہوا ہے ۔ اب اس کے بچے بڑے ہوگئے ہیں خرچہ بڑھ گیا ہے اور گزر اوقات بڑی مشکل سے ہوتی ہے ۔ بچوں کی تعلیم کا مسئلہ بھی الجھ گیا ہے تو کیا یہ عورت اپنی گزر اوقات اور اپنے بچوں کی پرورش کے لیے نکاح ثانی کر سکتی ہے ۔ کیا شرع محمدی اس کی اجازت دیتی ہے ؟ (سائل : جان محمد اعوان مکان نمبر 240 تھلہ وعظ والا ملتان شہر)

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

بشرط صحت سوال وتصدیق گواہان ثلاثہ واضح ہو کہ یہ عورت مجاز افسر یعنی جج فیملی کورٹ شہر ملتان سے اجازت حاصل کرکے ،چار ماہ دس دن کی عدت گزار کر حسب منشا نکاح ثانی کر سکتی ہے ۔ اور یہ نکاح دو طرح سے شریعت محمدی (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کے مطابق صحیح اور شرعی نکاح ہوگا ۔

۔ حسب تحریر، خاوند عرصہ تیرہ سال سے مفقود الخبر (یعنی لاپتہ) ہے ۔ اور خاوند کے مفقود الخبر ہوجانے پر بیوی کا اس کا صرف چار سال تک انتظار کرنا ہوتا ہے ۔ اگر وہ اس عرصہ میں واپس گھر آجائے تو فبہا ورنہ بیوی کو 14 کا فیصلہ ہے : عن مالک عن یحییٰ بن سعید بن المسیب ان عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ قال ایما امراۃ فقدت زوجھا فلم تدر این ھو فانھا تنتظر اربع سنین ثم اربعۃ ماہ دس دن (بیوہ) کی عدت گزارنا پڑتی ہے ،جیسا کہ سیدنا عمر فاروق اشھر وعشرا ثم تحل (1) موطا امام مالک باب عدۃ التی تفقد زوجھا ص 209۔

نے فرمایا کہ جس عورت کا خاوند مفقود (لاپتہ) ہوجائے اور اس کا کچھ پتہ نہ چلے کہ کہاں ہے ،زندہ یا فوت ہوچکا ہے تو وہ عورت اس کی واپسی کا 4 سال انتظار کرے ۔ اگر اس عرصہ میں اسکا کچھ پتہ نہ چلے تو کہ حضرت عمر فاروق وہ اس کی فوتگی کی 4 ماہ دس دن عدت گزار کر اس کے نکاح سے آزاد ہوجائے ۔

یعنی اب اس کے مفقود خاوند کو مردہ تصور کیا جائے گا اور اسے فوتگی کی عدت گزارنی ہوگی ۔ بعد ازاں وہ نکاح ثانی کر سکتی ہے ۔ حنفیہ نے ایسی بد نصیب عورت کے لئے انتظار کی مدت 90 سال اور 4 ماہ دس دن عدت رکھی ہے ۔ ملاحظہ ہو فتاویٰ عالمگیری ص 300 ج 2 طوعی روڈ کوئٹہ ۔

اور ظاہر ہے کہ نوے سال اور پھر 4 ماہ دس دن کے انتظار کے بعد نہ تو وہ اس قابل ہوگی کہ اسے خاوند کی ضرورت ہو اور نہ کوئی اس بوڑھی فرتوت کو قبول کرے گا ۔ ویسے بھی اتنی عمر شاذونادر ہی کوئی فرد پاتا ہے ،یعنی 90 سال انتظار ،4 ماہ دس دن عدت ،شادی سے پہلے اور بعد کا عرصہ تقریبا سوا سو سال یا کچھ کم وبیش ،لہذا احناف کا یہ فتویٰ خنسی معاشی ،اور معاشرتی تقاضوں کے سراسر خلاف ہے ۔

کا فیصلہ ہی قول فیصل ہے ۔ کے اس صحیح اور محتاط فیصلہ کے مقابلہ میں حنفیہ کا فتویٰ نہ تو درخود اعتناء ہے اور نہ قابل التفات اس لئے ہمارے نزدیک حضرت عمر پس حضرت عمر فاروق

۔ خاوند پر بیوی کا نان ونفقہ یعنی خوراک ،لباس ،رہائش اور علاج واجب ہے ۔ اگر خاوند اپنی بیوی سے نان ونفقہ میں عمدا کوتاہی کرے یا نان ونفقہ دینے سے قاصر ہو اور بیوی اس حالت میں اپنے خاوند کے ساتھ نباہ کرنے کے لئے 2 سے مروی ہے : تیار نہ ہو تو اس بیوی کو عدالت مجاز سے اجازت حاصل کر کے نکاح ثانی کا حق حاصل ہوتا ہے ۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہ

عن أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ مَا تَرَكَ غِنًى، وَاليَدُ العُلْيَا خَيْرٌ مِنَ اليَدِ السُّفْلَى، وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ» تَقُولُ المَرْأَةُ: إِمَّا أَنْ تُطْعِمَنِي، وَإِمَّا أَنْ تُطَلِّقَنِي، وَيَقُولُ العَبْدُ: أَطْعِمْنِي وَاسْتَعْمِلْنِي، وَيَقُولُ الِابْنُ: أَطْعِمْنِي، إِلَى مَنْ تَدَعُنِي "، فَقَالُوا: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، سَمِعْتَ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: «لاَ، هَذَا مِنْ كِيسِ أَبِي هُرَيْرَةَ. (1) صحیح بخاری باب وجوب النفقۃ علی الاھل والعیال ج 2 ص 806.

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افضل صدقہ وہ ہے جس کے بعد صدقہ دینے والا خود محتاج نہ ہو ۔ اور دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے افضل ہے ۔ نیز پہلے زیر کفالت لوگوں پر خرچ کرنا چاہیے ۔ بیوی کہتی ہے کہ یا تو مجھے کھلاؤ یا پھر طلاق دے دو ۔ غلام کہتا ہے مجھے کھلاؤ پلاؤ اور کام پر لگاؤ ،بیٹا کہتا ہے ،مجھے کھلاؤ ،مجھے کس کے سپرد کرتے ہو ؟ شاگردوں نے حضرت ابوہریرہ ؓ سے دریافت کیا کہ تقول المراۃ سے لے کر آخر تک آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے ؟ تو حضرت ابوہریرہ نے جواب دیا : یہ جملے میرے ہیں

شیخ الاسلام حافظ ابن حجر لکھتے ہیں : واستدل بقولہ اما ان تطعمنی واما ان تطعمنی من قال یفرق بین الرجل وامراتہ إذا عسر بالنفقۃ واختارت فراقہ وھو قول جمھور العلماء وقال الکوفیون یلزمھا الصبر و تتعلق النفقۃ بذمتہ واستدل الجمھور بقولہ تعالی ولا تمسکوھن ضرارا لتعتدوا. (2) فتح الباری : ص 416

کے قول اما ان تطعنی سے جمہور علمائے امت نے استدلال کیا ہے کہ جب کوئی خاوند اپنی بیوی کے نان ونفقہ سے عاجز آجائے اور بیوی اس حالت میں اس کے ساتھ نباہ کرنے کے لئے تیار نہ ہو تو ان کہ حضرت ابوہریرہ دونوں کے درمیان تفریق کرا دینی چاہیے ۔ تاہم اہل کوفہ کہتے ہیں کہ اس حالت میں بیوی پر صبر لازم ہے اور نفقہ بہر حال خاوند کے ذمہ ہے ۔ اور جمہور علماء کے استدلال کی بنیاد یہ آیت ہے ۔ (ولا تمسکوھن ضرارا لتعتدوا .)

کہ بیویوں کو دکھ دینے کے لیے مت روک رکھوتا کہ تم حد سے تجاوز نہ کرو۔

لسعید بن المسیب سنۃ قال سنۃ وھذا مرسل قوی ومراسیل سعید بن ۔ عن سعید بن یحیی، عن سعید بن المسیب رحمہ اللہ فی الرجل لایجد ما ینفق علی اھلہ قال یفرق بینھا (أخرجہ سعید بن منصور عن سفیان بن أبی الزناد عنہ قال قلت 2 المسیب معمول بھا لما عرف من أنہ لا یرسل إلا عن ثقۃ قال الشافعی والذی یشبہ أن یکون قول سعید سنۃ سنۃ رسول اللہ صلی علیہ وسلم (1) سبل السلام ص 274 ج 3 باب من لم یجد ما ینفق علی امراتہ یفرق بینھما و توضیح الاحکام ج 5 ص 146

یعنی جلیل القدر تابعی حضرت سعید بن مسیب کا فتویٰ ہے کہ جو خاوند اپنی بیوی کو خرچہ نہیں دیتا تو اس جوڑے کے درمیان تفریق کرادی جائے۔ ابو الزناد کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن مسیب سے پوچھا کہ کیا یہ سنت ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: ہاں یہ سنت ہے اور امام شافعی کہتے ہیں سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ ویسے بھی سعید بن مسیب کے مراسیل معمول بہا ہیں۔ کیونکہ ون ثقہ راویوں سے ارسال کرتے ہیں۔

۔ عن عمر رضی اللہ عنہ إنہ کتب إلی امراء الاجناد فی رجال غابوا عن نساء ھم أن یاخذوھم بأن ینفقوا أو یطلقوا فإن طلقوا بعثوا ما حبسوا۔ اخرجہ الشافعی والبیھقی باسناد حسن (2) سبل السلام ص 326 ج 3۔ و توضیح الاحکام ج 5 ص 3 146.

نے مسلح افواج کے کمانڈروں کو یہ فرمان بھیجا تھا کہ جو فوجی اپنی بیویوں سے غیر حاضر رہتے ہیں، ان کو پابند کیا جائے کہ یا تو وہ اپنی جوروؤں کو نان ونفقہ بھیجیں یا پھر طلاق بھیج دیں۔ اگر طلاق دے دیں تو حضرت عمر فاروق'' سابقہ مدت کا خرچ بھی بھیجیں۔

مشہور محقق علامہ محمد بن اسماعیل الامیر یمانی لکھتے ہیں:

.وأنہ دلیل علی أن النفقۃ عندہ لا تسقط بالمطل فی حق الزوجۃ وعلی أنہ یجب أحد الأمرین علی الأزواج الانفاق اوالطلاق (3) سبل السلام: ص 226 ح 3

کے نزدیک اگر خاوند بیوی کو خرچ دینے سے ٹال مٹول کرے تو پھر بھی بیوی کا واجبی خرچہ اس کے ذمہ واجب ہے۔ اور یہ اثر اس بات کی دلیل بھی ہے کہ حضرت عمر فاروق کہ یہ اثر اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت عمر فاروق کے نزدیک بیوی پر خرچ کرنا واجب ہے۔ بصورت دیگر خاوند کو طلاق دینے پر مجبور کیا جائے گا۔

قد اختلف العلماء فی ھذا الحکم وھو فسخ الزوجیۃ عند اعسار الزوج علی أقوال الأول ثبوت الفسخ وھو مذھب علی وعمر وابی ھریرۃ وجماعۃ من التابعین ومن الفقہاء مالک والشافعی واحمد وبہ قال أھل الظاھر مستدلین بما ذکر وبحدیث لا ضرر ولا ضرار وبان النفقۃ فی مقابل الاستمتاع وبدلیل أن الناس لا نفقۃ لھا عند الجمھور فاذا لم یجب النفقۃ سقط الاِستمتاع فوجب الخیار للزوجۃ وبأنہ قد نقل ابن المنذر إجماع العلماء علی الفسخ بالعنۃ الضرر الواقع من العجز من النفقۃ أعظم من الضرر الواقع من أن یکون الزوج عنینا وبانہ تعالیٰ قال لا تضاروھن وقال فامساک بعروف او تسریح باحسان وای امساک بعروف وأی ضر رأشد من ترکھا بغیر نفقۃ. (1) سبل السلام، شرح بلوغ المرام ص 3 ص 224

کہ خاوند جب اپنی بیوی کو نان ونفقہ دینے سے عاجز آجائے تو اس کی بیوی کو فسخ نکاح کا حق ملنے نہ ملنے میں علمائے امت کے مختلف اقوال ہیں۔ پہلا قول یہ ہے کہ اس صورت میں بیوی کو فسخ نکاح کا حق حاصل ہوجاتا ہے۔ حضرت علی، حضرت عمر فاروق، حضرت ابوہریرہ، اور تابعین، امام احمد بن حنبل، امام شافعی، امام مالک، اور فقہاء میں امام مالک، کی ایک جماعت اور فقہاء میں امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور اہل ظاہر کا یہی قول ہے اور مذکورہ بالا احادیث کے علاوہ حدیث لا ضرر ولا ضرار سے بھی استدلال کرتے ہیں اس بات سے بھی استدلال لاتے ہیں کہ بیوی کا نفقہ اس سے استمتاع کے عوض ہے، جب نفقہ نہ ہوگا استمتاع نہ ہوگا: لہذا اس صورت میں بیوی کے لئے خیار فسخ کا حق بالاولی حاصل ہونا چاہیے۔

علاوہ ازیں یہ گروہ آیت ولا تضاروھن اور آیت فامساک بمعروق او تسریح باحسان سے بھی استدلال کرتا اور کہتا ہے کہ نان ونفقہ نہ ہونے میں امساک بالمعروف کا کوئی تصور نہیں پایا جاتا۔ اور بیوی کے لئے نان ونفقہ کی بندش سب سے بڑا ضرر ہے۔

پھر باقی اقوال پر محاکمہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

.واذا عرفت ھذہ الأقوال عرفت أن اقوالھا دلیلا وأکثرھا قائلا ھو القول الأول، (2) سبل السلام: ج 5 ص 226

کہ ان اقوال کو بغور پڑھنے سے آپ کو پتہ چل گیا ہے کہ دلیل کی مضبوطی کے لحاظ سے اور پھر قائلین کی کثرت کے لحاظ سے زیادہ قوی پہلا قول ہی ہے کہ بیوی کہ نفقہ سے عاجز خاوند کی بیوی کی خیار فسخ کا حق حاصل ہوجاتا ہے۔

فیصلہ:

مذکورہ بالا احادیث، صحابہ کرامؓ کی تصریحات، تابعین کی تشریحات اور فقہاء ثلاثہ کی توقیعات، الغرض؛ جمہور علمائے امت کے مطابق بشرط صحت سوال وبشرط صحت تصدیق گواہان ثلاثہ مسمات کنیز فاطمہ کو بہ دووجہ نکاح ثانی کا حق پہنچتا ہے۔ اول یہ کہ اس کا خاوند عرصہ تیرہ سال سے مفقود ہے اور مدت انتظار صرف چار سال ہے جب کہ نو سال سے زیادہ ہوچکے ہیں۔

دوسری یہ کہ عرصہ تیرہ سال سے نان ونفقہ نہیں دیا جو کہ واجب تھا۔ لہذا کنیز فاطمہ کو چاہیے کہ وہ اس فتویٰ کی روشنی میں ملتان کی عائلی عدالت، یعنی جج فیملی کورٹ سے باضابطہ اجازت حاصل کرے اور پھر 4 ماہ دس دن عدت گزار کر نکاح ثانی کرے۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ محمدیہ